رسائل و مسائل

جہادِ اکبر و جہادِ اصغر

عاصم نعمانی

سوال:۔ سورۃ الحج کی آخری آیت: وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ کی تشریح کرتے ہوئے سید مودودیؒ نے بغیر حوالے کے ایک حدیث نقل کی ہے، " قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِّنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ " اس پر ایک صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اس کے حدیث ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف پڑتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ...... فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

براہ مہربانی اس کی وضاحت فرمائیے۔ اگر مذکورہ بالا فی الواقع حدیث ہے تو اس کا حوالہ کیا ہے اور مذکورہ آیت کے پیش نظر اس کا مفہوم کیا ہے۔

جواب:۔ آپ کے سوال کا جواب درج ذیل ہے۔ پہلے آپ حدیث مذکورہ کا پورا متن ملاحظہ فرمائیں اور ساتھ ہی حوالہ جات۔ پھر اس کی تشریح کی جائے گی اور مفسرین کی آراء پیش کی جائیں گی۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمٌ غُزَاةٌ فَقَالَ قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ، قَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ...... مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجاہدین کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضورؐ نے اُن کا خیر مقدم کیا اور فرمایا! تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آگئے ہو، آدمی کا خود خواہشِ نفس کے خلاف جد وجہد کرنا بڑا جہاد ہے۔
یہ حدیث کنز العمال کی کتاب الجہاد میں موجود ہے اور حدیث کی مشہور کتاب الدیلمی میں بھی ہے
مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم و مغفور نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں سورہ الحج کی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس حدیث کو البیہقی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

علامہ آلوسیؒ نے تفسیر رُوح المعانی میں سورہ الحج کے اسی مقام کے ذیل میں یہ حدیث درج کی ہے اور انہوں نے بھی اسے البیہقی سے لیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ ——— فی اسنادہ ضعف مغتفر فی مثلہ ——— یعنی اس کے اسناد میں ضعف ہے لیکن اس قسم کی حدیثوں کا ضعف قابلِ برداشت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس حدیث کا مضمون صحیح ہو اور درایۃً کوئی نقص نہ ہو اور بعض دوسری احادیث اس مضمون کی تائید کرتی ہوں، تو ایسی حدیث کے روایتاً ضعف سے چشم پوشی کی جاسکے گی۔ زیرِ بحث حدیث کے مضمون پر ہم آگے بحث کر رہے ہیں۔

علامہ زمخشریؒ نے تفسیر کشاف میں اور امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں سورہ الحج کے اسی مقام پر اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ البتہ اس کے الفاظ قدرے مختلف ہیں جس سے شبہ ہوتا ہے کہ غالباً وہ دوسری حدیث ہے مگر ان دونوں بزرگوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:-

وَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ قَالَ: رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔

(جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آگئے ہیں) -

یہی الفاظ صاحب کشاف نے ذکر کیے ہیں - البتہ انہوں نے غزوہ تبوک کے بجائے ——— انہ رجع من بعض غزواتہ ——— کے الفاظ لکھے ہیں - یعنی حضورؐ کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے تو مذکورہ بالا الفاظ بیان فرمائے۔

اب ہم حدیث زیرِ بحث کے نفسِ مضمون کی طرف آتے ہیں اور مفسرین کی آراء پیش کرتے ہیں:
جہادِ اکبر سے مراد اپنی خواہشاتِ نفس کے خلاف جہاد ہے۔ آدمی کا اپنا نفس امارہ ہر وقت خدا سے بغاوت پر اکساتا رہتا ہے۔ اور ایمان و اطاعت کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ جب تک اس اندر کے دشمن کو زیر نہیں کیا جائے گا۔ آدمی باہر کے کسی جہاد کے لیے آمادہ نہیں ہو سکے گا۔ یہ مُجَاهِدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ (یعنی آدمی کا اپنی خواہشاتِ نفسانی کے خلاف جہاد) ہمہ وقتی بھی ہے اور ہر جائی بھی ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے لیے "جہادِ اکبر" کے الفاظ بیان فرمائے گئے ہیں۔ اکبر کا لفظ کمیت کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کیفیت کے اظہار کے لیے لفظ "افضل" بولا جاتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر کفار سے قتال کرنا، زخم کھانا، یہاں تک کہ جان تک اس راہ میں قربان کر دینا اور مقامِ شہادت پر فائز ہو جانا یقیناً افضل ہے۔ مگر وہ وقتی اور ہنگامی جہاد ہے۔ اور مجاہدۂ نفس اکبر جہاد ہے۔ کیونکہ یہ ہمہ وقتی اور ہر جائی ہے۔ یہاں تک کہ میدان قتال میں جہاں ایک مومن اسلحہ جنگ کے لیے برسرِ پیکار ہوتا ہے، مجاہدۂ نفس وہاں بھی جاری رہتا ہے۔

اب مفسرین کی آراء ملاحظہ کیجیے:۔
جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔ (سورہ الحج آخری آیت)۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:۔

"حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ یہاں جہاد سے مراد اپنے نفس اور اس کی بے جا خواہشات کے مقابلے میں جہاد ہے۔ اور یہی حق جہاد ہے۔ امام بغویؒ وغیرہ نے اس قول کی تائید میں ایک حدیث بھی حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کی ہے"۔

آگے وہی حدیث نقل کی ہے جو ہمارے زیرِ بحث ہے اور جس کے حوالہ جات اوپر بیان ہو چکے ہیں۔

امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں حضرت عبداللہ بن مبارک کا یہ قول نقل کیا ہے جو مفتی صاحب مرحوم نے بیان فرمایا ہے اور آخر میں لکھا ہے، والاولی ان یحمل ذالك علی كل التكاليف فكل ما امر به ونهى عنه فالمحافظة عليه جهاد۔ وہ کہتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ اس

جہاد کو ان تمام فرائض اور ذمہ داریوں کے ادا کرنے پر محمول کیا جاتا ہے، جن کا حکم دیا گیا ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے۔

تفسیر النسفی (مدارک) میں ہے: جَاهِدُوا...... اُمِرَ بِالْغَزْوِ وَبِمُجَاهَدَةِ النَّفْسِ وَالْهَوٰى وَهُوَ جِهَادُ الْاَكْبَرِ اَوْ هُوَ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ اَمِيْرٍ جَائِرٍ۔ وہ کہتے ہیں کہ جہاد سے مراد جنگ کرنا ہے یا مجاہدہ نفس اور خواہشاتِ نفس کے خلاف جہاد کرنا مراد ہے اور یہ جہاد اکبر ہے یا ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا...... کے تحت لکھتے ہیں: هُوَ جِهَادُ النَّفْسِ وَهُوَ جِهَادُ الْاَكْبَرِ (العنکبوت آخری آیت)

علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں لکھا ہے:

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ...... اُمِرَ بِالْغَزْوِ وَبِمُجَاهَدَةِ النَّفْسِ وَالْهَوٰى وَهُوَ الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ۔ یہ وہی عبارت ہے جو تفسیر مدارک کے حوالے سے درج ہو چکی ہے۔ آگے صاحب کشاف نے زیر بحث حدیث نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر کشاف سورۃ الحج کی آخری آیت کی تفسیر۔

سید قطب شہید اپنی تفسیر "فی ظلال القرآن" میں سورہ الحج کی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ...... وَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَشْتَمِلُ جِهَادَ الْاَعْدَاءِ وَجِهَادُ النَّفْسِ، وَجِهَادُ الشَّرِّ وَالْفَسَادِ...... كلها سواء۔ یعنی اس آیت میں جہاد اور حقِ جہاد سے مراد دشمن کے ساتھ جہاد بھی ہے۔ نفس کے ساتھ بھی اور شر و فساد کے خلاف بھی۔

مفسرین کی ان تشریحات کے آخر میں سید مودودیؒ کی تشریح بھی قابل ملاحظہ ہے اور وہ یہ ہے:

> "مجاہدہ" کے معنی کسی مخالف طاقت کے مقابلہ میں کش مکش اور جدوجہد کرنے کے ہیں اور جب کسی خاص طاقت کی نشان دہی نہ کی جائے، بلکہ مطلقاً مجاہدہ کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہتی کش مکش ہے۔ مومن کو اس دنیا میں جو کش مکش کرنی ہے اس کی نوعیت یہی کچھ ہے۔ اسے شیطان سے بھی لڑنا ہے جو اس کو ہر آن نیکی کے نقصانات سے ڈراتا ہے بدی کے فائدوں اور لذتوں کا لالچ دلاتا رہتا ہے۔

اپنے نفس سے بھی لڑتا ہے جو اسے ہر وقت اپنی خواہشات کا غلام بنانے کے لیے زور لگاتا رہتا ہے۔ اسے گھر سے لے کر آفاق تک کے اُن تمام انسانوں سے بھی لڑنا ہے، جن کے نظریات، رجحانات، اُصولِ اخلاق، رسم و رواج، طرزِ تمدن اور قوانینِ معیشت و معاشرت دینِ حق سے متصادم ہوں اور اُس ریاست سے بھی لڑنا ہے جو خدا کی فرماںبرداری سے آزاد رہ کر اپنا فرمان چلائے اور نیکی کے بجائے بدی کو فروغ دینے میں اپنی قوتیں صرف کرے۔ یہ مجاہدہ ایک دو دن کا نہیں عمر بھر کا ہے۔ اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ہر لمحہ کا ہے۔ اور کسی ایک میدان میں نہیں، زندگی کے ہر پہلو میں ہر محاذ پر ہے۔ اسی کے متعلق حضرت حسن بصری فرماتے ہیں۔ ان الرجل لیجاھد وما ضرب یوما من الدھر بسیف "آدمی جہاد کرتا ہے خواہ کبھی ایک دفعہ بھی وہ تلوار نہ چلائے"۔

(تفہیم القرآن، سورہ العنکبوت حاشیہ ۸)

محدثین اور شارحینِ حدیث کی شرحیں بہت طویل ہیں۔ چند ایک پر اکتفا کی جاتی ہے جس سے اس کی اہمیت واضح ہو جائے گی۔

امام بخاریؒ نے کتاب الرقاق میں باب باندھا ہے۔

"مَنْ جاھد نفسہ فی طاعۃ اللّٰہ"

اس کے تحت امام حجر لکھتے ہیں:-

والمراد بالمجاھدۃ کف النفس عن ارادتھا من الشغل بغیر العبادۃ وبھذا تظھر مناسبۃ الترجمۃ لحدیث الباب۔ و قال ابن بطال: جھاد المرء نفسہ ھو الجھاد الاکمل۔ قال اللّٰہ تعالٰی: واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوٰی فان الجنۃ ھی الماوٰی۔ (فتح الباری، ج ۱۱ ص ۲۸۹)

وہ کہتے ہیں کہ مجاہدہ سے مراد یہ ہے کہ آدمی عبادت کے علاوہ دوسرے مشاغل میں پڑنے سے اپنے آپ کو روکے۔ حدیث کے عنوان سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ابن بطال نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آدمی کا اپنے نفس کے خلاف جہاد، جہادِ اکمل ہے اور بطور استدلال

قرآن کریم کی آیت نقل کی ہے جس کا ترجمہ ہے! "جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے کا خوف کیا اور نفس کو بُری خواہشات سے باز رکھا، جنت اس کا ٹھکانا ہوگا"

(سورہ نازعات - ۴۰-۴۱)

ارشاد الساری شرح بخاری میں ہے - اسی مذکورہ بالا عنوان کے تحت وہ کہتے ہیں:-

وَمُطَابَقَةُ الْحَدِيْثِ لِلتَّرْجَمَةِ مِنْ جِهَةِ اَنَّ فِيْهِ مُجَاهَدَةَ النَّفْسِ فِي التَّوْحِيْدِ وَجِهَادُ الْمَرْءِ نَفْسَهٗ هُوَ الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ۔ قال تعالیٰ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ ...... (سورہ نازعات کی مذکورہ بالا آیت)

آگے لکھتے ہیں:

واصل المجاهدة ومِلاكها فطم النفس عن المألوفات و حملها على خلاف هواها في عموم الاوقات۔

کہتے ہیں کہ امام بخاری کے ترجمۂ باب سے ظاہر ہوتا ہے کہ توحید پر اپنے آپ کو قائم رکھنا مجاہدہ ہے اور اس پہلو سے نفس کے خلاف جہاد کرنا ہی جہاد اکبر ہے۔ دلیل میں قرآن کریم کی وہی آیت درج کی ہے جس کو امام ابن حجر نے بھی اپنی دلیل بنایا ہے۔

ترمذی شریف میں فضائل جہاد میں حدیث ہے۔

عن فضالة بن عبيد قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ ۔

اس پر مولانا احمد علی محدث سہارنپوری نے "جَاهَدَ نَفْسَهٗ" کے نیچے لکھا ہے: هٰذَا هُوَ الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ۔

اسی حدیث کی تشریح بیان کرتے ہوئے "تحفۃ الاحوذی" کے الفاظ یہ ہیں:

"جَاهَدَ نفسه" اى قهر نفسه الامارة بالسوء على ما فيه رضا الله من فعل الطاعة وتجنب المعصية وجهادها اصل كل جهاد فانه ما لم يجاهدها لم يمكنه جهاد العدو الخارج۔

(تحفۃ الاحوذی جلد ثالث ص ۲)

کہتے ہیں کہ جاھد نفسہ سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کو ایسے کاموں پر مجبور لگائے رکھنا جن میں رضائے الٰہی کا حصول ہو اور گناہوں سے بچائے رکھنا۔ یہ جہاد اصلی جہاد ہے اس لیے کہ یہ جہاد کر کے نفسانی خواہشات کو مغلوب نہ کیا گیا ہو تو دشمن کے ساتھ جہاد ممکن نہیں ہے۔

اسی سے ملتی جلتی عبارت "کوکب الدری" میں بھی ہے جو ترمذی پر مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم کی تقریر ہے۔

سوال میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی طرف منسوب کر کے کہا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں زیر بحث حدیث، حدیث نہیں ہے۔ ہم نے فتاویٰ عزیزی اصل فارسی منگوا کر دیکھا ہے۔ اس میں حضرت شاہ صاحب مرحوم ایک سوال کے جواب میں حدیث رَجَعْنَا مِنْ جِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى جِهَادِ الْاَكْبَرِ کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

ایں کلام در کتب صوفیہ بسیار مستعمل است و نزد ایشاں حدیث نبوی است بلکہ در کلام بعضے علماء محدثین نیز ایں عبارت در مقام استشہاد بر افضلیت جہاد نفس دیدہ شدہ۔ لیکن در کتابے از کتب حدیث یاد نیست کہ دیدہ باشم۔

عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ صاحب مرحوم نے اس کے حدیث ہونے سے انکار نہیں کیا، بلکہ یہ کہا ہے کہ حدیث کی کسی کتاب میں مجھے یاد نہیں ہے کہ دیکھی ہو۔ البتہ وہ فرماتے ہیں کہ علماء محدثین کے کلام میں انہوں نے اُسے دیکھا ہے، گویا محض صوفیہ کی کتابوں میں نہیں۔ محدثین کی کتابوں میں بھی انہوں نے یہ حدیث دیکھی ہے۔ آگے شاہ صاحب خود اس حدیث کی تشریح کرتے ہیں، اور صحیحین کی حدیث المجاهد من جاهد نفسه کو اس کی تائید میں بیان فرماتے ہیں — ملاحظہ ہو فتاویٰ عزیزی ج اوّل۔

اس لیے شاہ صاحب مرحوم کی طرف اس حدیث سے انکار کا انتساب درست نہیں ہے۔

رہا امام ابن تیمیہؒ کا اس حدیث کے بارے میں عدم ثبوت کا معاملہ تو اس پر ہم گفتگو کرنے کی پوزیشن میں اس لیے نہیں ہیں کہ ہمیں ان کی وہ کتاب حاصل نہیں ہو سکی جس میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس حدیث پر بحث کی ہے۔ بہرحال ہم اپنی بات احادیث اور تفاسیر کے حوالوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔

لیکن جہاں تک جہادِ نفس کی اہمیت کا تعلق ہے، جس کی بنا پر اُسے جہادِ اکبر قرار دیا گیا ہے، اس پر امام ابن تیمیہؒ کے لائق شاگرد علامہ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب "المفوائد" میں اس کی تشریح فرمائی ہے، ملاحظہ ہو:-

قال تعالیٰ: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا -
عَلق سبحانه الهداية بالجهاد - فاكمل الناس هداية اعظمهم جهاداً وافرض الجهاد جهاد النفس وجهاد الهوىٰ وجهاد الشيطان وجهاد الدنيا - فمن جاهد هٰذه الاربعة فِي الله هداه الله سبل رضاه الموصلة إلى جنته وترك الجهاد فاته من الهدى بحسب ما عطل من الجهاد - قال جنيد والذين جاهدوا اهواءهم فينا بالتوبة لنهدينهم سبل الاخلاص ولا يتمكن من جهاد عدوه في الظاهر إلّا من جاهد هٰذه الاعداء باطناً فمن نصر عليها نصر على عدوه ومن نصرت عليه نصر عليه عدوه" —— الفوائد لابن قيم -

فصل اتقوا الله واجملوا في الطلب فائده ۲۰

مفہوم اس عبارت کا یہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں، ہم انہیں ہدایت کی راہ دکھاتے ہیں۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ نے ہدایت کو جہاد کے ساتھ معلق کیا ہے۔ پس جو آدمی جہاد میں جتنا باعظمت ہوگا ہدایت میں بھی اتنا ہی کامل ہوگا۔ جہاد کی فرضیت میں نمبر ایک پر جہادِ نفس ہے۔ پھر ہوائے نفسانی کے خلاف جہاد ہے۔ پھر شیطان کے ساتھ جہاد ہے۔ اور پھر دُنیا کے ساتھ۔ پس جس نے ہر چہار جہاد کیے اللہ کی خاطر تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی خوشنودی تک پہنچنے کی راہ دکھائے گا اور جنت کی رہنمائی فرمائے گا۔ اور جس نے جس حد تک انہیں ترک کیا، اسی حد تک ہدایت سے محروم رہا۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں (اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے) کہ جنہوں نے خواہشاتِ نفسانی کے خلاف جہاد کیا اور توبہ کی ہم اُن کے دلوں میں اخلاص پیدا کر دیں گے۔ اور جو متذکرہ

چار باطنی دشمنوں کے خلاف مجاہدہ نہ کرے وہ ظاہری دشمن کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا۔ پس جس نے ان پوشیدہ چار دشمنوں پر غلبہ پالیا وہ ظاہری دشمن (کفار و مشرکین) پر بھی غالب رہے گا۔ اور جو ان چاروں کے مقابلے میں مغلوب ہوگیا۔ وہ کفار کے جہاد میں بھی مغلوب ہو جائے گا۔

سوال میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اپنے مفہوم و مدعا میں بالکل واضح ہے:۔

فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۔ النساء: ۹۵

(اللہ تعالیٰ کے ہاں مجاہدوں کی خدمات کا بدلہ بیٹھنے والوں سے بہت زیادہ ہے)

ہم نے اب تک جو بحث کی ہے وہ یہ نہیں ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد (جنگ) کرنے سے محض جہادِ نفس افضل ہے۔ ہماری بحث کا مقصد جیسا کہ شروع میں واضح کیا گیا ہے یہ ہے کہ جہادِ نفس ہمہ وقتی، ہمہ جہتی اور قتال فی سبیل اللہ کا پیش خیمہ ہونے کی بنا پر جہاد اکبر ہے۔ اور حدیث میں مجاہدۂ نفس کو جہاد اکبر ہی کہا گیا ہے۔ جہاد سے افضل نہیں کہا گیا۔ یہ جہاد اکبر بھی اس صورت میں ہے جب کہ قتال پیش نظر نہ ہو، بلکہ یہ تو قتال کی تیاری[1] کے لیے مطلوب ہے۔ قتال فی سبیل اللہ سے گریز اور فرار کی صورت میں یا تو آدمی منافق ہوتا ہے یا نفاق کا مریض۔ امام مسلمین کی طرف سے جہاد کے لیے نفیر عام کی صورت میں پہلو تہی کرنا ایمان کو مشتبہ بنا دیتا ہے۔ اس آیت میں ان بیٹھنے والوں کا ذکر ہے جو جہاد کے فرضِ کفایہ ہونے کی صورت میں میدانِ جنگ میں جانے کے بجائے دوسرے نیک کاموں میں لگے رہتے ہیں۔

---

[1] جہاد کے لیے تیاری جہاد ضروری ہے، اسی وجہ سے تیاری جہاد بھی جہاد میں داخل ہے۔ تیاری جہاد کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ سپاہی کو اسلحہ کی تربیت دی جاتی ہے، عسکری نقل و حرکت کے طریقے سکھائے جاتے ہیں، جنگی مشقیں کرائی جاتی ہیں۔ اور بسا اوقات اس کام میں لمبی مدت کھپ جاتی ہے۔ یہ سب جہاد ہے۔ اسی طرح دوسری قسم کی تیاری جنگ یہ ہے کہ نہ صرف ایک مسلمان گروہ کو نظم و ضبط اور اطاعتِ امر کی تربیت دی جائے بلکہ اس میں ایمان و اعتقاد کو مضبوط بنایا جائے، اس میں دیانت و امانت پیدا کی جائے، اسے تعلق باللہ کی صفت سے آراستہ کیا جائے۔ اس میں تقویٰ کارفرما ہو، اسے اپنی خواہشات و جذبات پر قابو حاصل ہو۔ تیاری جہاد کا یہ پہلو زیادہ کٹھن ہے اور بالعموم زیادہ وقت لیتا ہے۔ اس دوسری تیاری کو علی الخصوص جہاد اکبر کہا گیا ہے یعنی بڑی لمبی اور مشکل لڑائی (ف۔م)